مومن کی گڑیا
واحبہ فاطمہ

مومن کی گڑیا

ازقلم واحبہ فاطمہ

ناولٹ

اک زمانہ ہوا اسے بچھڑے ہوئے اب بھی مگر

راہ چلتے ہوئے،،،، ،،،،،،،،،لوگوں میں نظر آتا ہے

وہ دھیمے قدموں سے چلتی اپنے میکے کے اس شہرِ خموشاں میں داخل ہوئی تھی۔۔ چاروں طرف گہرا سناٹا تھا۔۔ بس اس کے قدموں کی آہٹ قبروں کے بیچ و بیچ چلتی ابدی نیند سوئے ان لوگوں میں اپنی موجودگی کا پتہ دے رہی تھی۔کالی چادر سے چہرہ اور خود کو اچھی

طرح ڈھانپا ہوا تھا۔۔وہ لرزتے قدموں سے ایک قبر تک آئی۔۔ مٹی کے ڈھیر کو کافی دیر تک دیکھتی رہی۔۔ ایک مدھر بھاری گھمبیر آواز کانوں میں گونجی۔

پتا سانوں پچھے کسی یاد وی نی کرنا
بھوتا ہویا کین گے ایتھے ساریاں نے مرنا
سوچیا اے تایوں ایتھے لائیے کانوں دیر وے
اساں ایس رات دی نئیں ویکھنی سویر وے

خود اپنا وجود نیل و نیل ہوچکا تھا۔ مگر اب اس شخص کے نام کے مٹی کے اس ڈھیر کو دیکھ کر دل کر رہا تھا کاش اس کا خود کا وجود ریت کا ڈھیر بن جائے اور اس کا یہ وجود دنیا کی مٹھی سے سوکھی ریت کی طرح پھسل جائے۔
جیسے غم سے کلیجہ پھٹ چلا تھا کاش وہ جاہل ہوتی تو سینہ کوبی کر لیتی،، کاش وہ جاہل ہوتی تو اپنے بال نوچ کر خود کو نوچ کر چیخ چلا کر روتی۔۔ شاید کچھ سکون مل جاتا۔مگر وہ تو مومن کی گڑیا تھی۔۔ جو اس کے سکھائے گئے صبر کے درس بھول جاتی تو اس کے

عشق کی توہین ہوتی۔ اسی لئے ساون بھادوں کی طرح برستی نگاہیں لیے قبر کے سر والی سائیڈ پر زرا سا جھکی۔

لرزتے لبوں سے لفظ ادا ہوئے۔

سنو،، انتظار کرنا،، بہت جلد ملیں گے۔۔

وہ ایک وعدہ ایک عہد یاد کراتی وہاں سے اٹھی تھی قبرستان سے جاتے جاتے بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ لیتی،، جیسے محسوس ہوا ہو کہ کوئی پکار رہا ہو۔اس نے دل میں جواب دینا ضروری سمجھا۔

تاریو جے میل توڈا ہووے ماہی نال وے

دس دینا تسی میرا ویکھیا جو حال وے

حشر دیہاڑے اونوں ملاں گی میں فیر وے

اساں ایس رات دی نئیں ویکھنی سویر وے

♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡

وہ سفید یونیفارم پہنے بڑی سی چادر سے خود کو مکمل ڈھانپے تیز قدموں سے چل رہی تھی اسے کافی دیر سے محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اس کا تعقب کر رہا ہے۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک منحوس سی شکل کا بھدا سا آدمی اس کا پیچھا کر رہا تھا اب تو وہ بے تحاشہ گھبرائی تھی۔۔ تبھی اسے کے پیروں میں بائیک چرچرائی تھی۔۔ وہ چونکی۔
تو سامنے ہی وہ شخص بائیک پر ہمیشہ کی طرح نگاہیں جھکائے بیٹھا تھا۔ مگر اب وہ اس کے تعقب میں آنے والے کو بہت بری طرح گھور رہا تھا۔

بیٹھو گڑیا، گھر چھوڑ دوں،، اس نے ایک جملے میں بات مکمل کی۔ بھاری خوبصورت احترام میں ڈوبا لہجہ،، ادھر ادھر دیکھتا وہ ہمیشہ کی طرح گڑیا کا دل بہت بری طرح دھڑکا گیا تھا۔ مگر ہمیشہ کی طرح ہی گڑیا نے ان بے نام جزبوں کو اپنے دل میں کہیں دفنا دیا۔۔

مجھے ڈر لگتا ہے بائیک پر مومن بھائی،، وہ منمنائی۔

بیٹھو گڑیا،، حتمی فیصلہ سناتے اب کی بار ماتھے پر بل آئے تھے-- وہ بنا چوں چرا کیے اب بائیک پر کافی سے زیادہ اس سے فاصلہ رکھتی بائیک پر بیٹھ چکی تھی۔ جانتی تھی اس شخص سے زرا سا بھی ٹچ ہو گئی تو نا صرف اسے خود بہت برا لگے گا بلکہ وہ بھی بری طرح جھڑک دے گا--

اللہ کا نام لے کر مضبوطی سے پچھلے ہینڈل کو پکڑ لیا-- راستے میں ایک جگہ جمپ آیا تو گڑیا کے ہاتھ نے بے اختیار مومن کے کندھے کو تھاما تھا-- گڑیا نے فوراََ سے پہلے ہاتھ پیچھے ہٹایا تھا۔ جانے کیوں گڑیا کو محسوس ہوا کہ اس سنجیدہ سو بر سے شخص کے گھنی مونچھوں تلے لبوں کو مبہم سی مسکان نے چھوا تھا۔

وہ تمام رستے اس احتیاط سے بائیک چلاتا آیا کہ پیچھے بیٹھی لڑکی کا زرا سا بھی توازن نا بگڑے اور وہ نا ڈرے نا اس کو چھوئے--

منزل پر پہنچ کر مومن نے نرمی سے بائیک روکی--

شکریہ مومن بھائی،، اس نے اتر کر شکریہ ادا کیا۔ آیئے ناں اندر، امی کو پتہ چلے گا کہ آپ دروازے سے واپس لوٹ گئے تو ان کو بہت برا لگے گا--

کوئی بات نہیں ،،دکان پر جا رہا ہوں،، دیر ہو رہی ہے،، اب چلتا ہوں،، بول کر اس نے بائیک سٹارٹ کی۔ اسے سٹل ادھر ہی جمے دیکھا تو

گڑیا اندر جاؤ،، ناگواری سے کہا گیا۔۔ وہ گڑبڑا کر اندر بھاگی۔۔

دل تیزی سے دھڑک رہا تھا سامنے ہی ماں کچن میں مصروف نظر آئی تو خود کو کمپوز کر کے اپنے کمرے میں آکر اپنے سنگل بیڈ پر ڈھے گئی۔۔

افففففففف،، کتنا برداشت کرتی۔۔ دل خون کے آنسو روتا تھا۔ کتنی آسانی سے اس کی بچپن کی محبت اس کی منگ کو کسی اور کی جھولی میں ڈال دیا گیا تھا۔

وہ بھی کس کی خاطر؟

باہر مومن خاموشی سے اپنے گھر کی جانب رواں دواں تھا۔ بچپن سے بابا نے دل و دماغ میں بٹھایا تھا کہ گڑیا تو مومن کی ہے۔۔ ہمیشہ یہی سننے کو ملا تھا۔ جانتا تھا گڑیا نے خود کو کیسے چھپا کر اور سینت سینت کر رکھا ہے تبھی تو خود کا دامن پاک صاف رکھا ہمیشہ ،،کیونکہ ہمیشہ اسے یہی بولا جاتا رہا تھا۔

کہ وہ تو مومن کی گڑیا ہے۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

ماسٹر شبیر کی شخصیت شہر میں کافی محترم جانی جاتی تھی۔۔ غریب تھے مگر خودار،، بہت بلند اخلاق و کردار کے مالک۔۔ چھوٹی سی فیملی تھی۔۔ بیگم زہرہ اور چار بچے، سب سے بڑا مومن،، پھر احمد پھر ردا)ایک بیٹی (اور پھر علی تھے۔۔

کچھ سال پہلے بہن کوثر بیوہ ہوئیں تو شبیر نے انھیں سہارا دیا۔ اور اپنے گھر میں پناہ دی۔ کوثر کی ایک ہی بیٹی تھی گڑیا۔۔
گڑیا اور ردا میں بہت گہری دوستی تھی۔۔
اب جب مومن بڑا ہو کر تعلیم یافتہ ہوا تو کئی جگہ جاب ڈھونڈی مگر سفارش اور رشوت کے بغیر نہیں ملنی تھی نا ملی پھر اپنے ابو کی مشاورت کے بعد اس نے اپنی خود کی موبائل فونز کی مین روڈ پر بڑی شاندار سی دکان بنا لی۔۔

وہ جوان کیا ہوا کہ ماسٹر شبیر کی تو قسمت ہی بدل گئی۔اتنی سی عمر میں مومن نے دن رات محنت کی،، اور پہلے جو مین بازار میں ایک چھوٹا سا گھر تھا اب اس نے اپنی محنت کی کمائی سے ایک کنال پر موجود ایک چھوٹی سی کوٹھی نما گھر بھی لے لیا تھا۔ پھر اپنے والدین کو عمرہ کروایا۔ اور پھر ایک گاڑی بھی لے لی۔۔

مومن پانچ وقت کا نمازی تھا۔ شریعت کے مطابق زندگی گزارنے والا، شریعت کے معاملے میں کوئی سمجھوتا نہیں۔ بے حد شرم و حیا والا وہ شخص ہمیشہ نگاہیں نیچی رکھتا تھا کہ کہیں ان نگاہوں سے کوئی گستاخی کر کے اپنے لئے عزاب کے طوق نا تیار کر لے۔سانولے رنگ اور بے تحاشا پر کشش نقوش والا۔۔اونچا سر و قد۔۔نگاہیں نیچی رکھنے والا۔ وہ مومن تھا۔۔ پاکیزہ مرد۔۔پاکیزگی پسند کرنے والا۔۔ اسی لئے اصولا وہ گڑیا کے لئے نامحرم تھے تو اپنا پرانا مکان مومن نے کوثر بیگم کے نام لگوا دیا اب وہ دونوں وہاں رہتے تھے۔ اور یہ لوگ نئے گھر میں شفٹ ہو گئے تھے۔۔
اب کبھی کبھی وہ پھپھو سے ملنے آ جایا کرتا تھا۔

ادھر گڑیا کو شبیر بار بار بولتے رہتے تھے کہ تم دلہن بن کر ہمارے گھر آؤ گی تو بچپن سے اس کے دل میں یہ بیٹھ چکا تھا کہ اسے مومن کی دلہن بننا ہے۔
مگر زہرہ بیگم کو جب اپنے لائق فائق بیٹے کے لئے بہت اونچے اونچے گھرانوں سے رشتے آنا شروع ہو گئے تو ان کی نیت بدل گئی ۔ اور خاص کر اپنے امیر و کبیر بھائی کی بیٹی کا رشتہ مومن کے لئے سامنے سے آیا تو انھوں نے ہنگامہ کھڑا کر دیا اور شبیر اور مومن سے اپنی بات منوا کر چھوڑی۔۔

مومن کی منگنی دھوم دھام سے ہوئی۔۔ وہ جو دل میں ایک طوفان چھپائے بیٹھا تھا سمندر کی طرح باہر سے خاموش ہو گیا بلکل خاموش۔۔ اب جب اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرتا تھا تو اپنے والدین کی نافرمانی کہ سے کر سکتا تھا؟ کیسے اپنے والدین کو دکھی کرتے ہوئے ان کی بات سے انکار کر کے اپنی محبت کا اظہار کرتا سو خاموش ہو گیا۔۔

اور جو گڑیا کے سر پر بم گرا وہ بھی کسی صدمے سے کم تو نہیں تھا۔۔ تقدیر کا لکھا سمجھ کر صبر کر گئی۔ کونسا کبھی اس شخص نے کوئی ہلکا سا اشارہ یا کوئی بات کر کے امید کا سرا

ہاتھ میں تھمایا تھا۔ جس کی بنا پر وہ کسی سے شکایت کرتی۔ ہاں پوری منگنی میں اپنے ماموں کو شکایتی نگاہوں سے ضرور دیکھ لیتی جو اس سے نظریں چرائے پھرتے رہے۔ اگر اسے بیٹی بنایا تھا تو پوری طرح باپ بن کر دکھاتے۔ مگر وہ صبر کر گئی۔۔
ہاں گڑیا صبر کر گئی۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

منگنی ہو گئی اب مومن کے سر پر ایک اور عزاب مسلط ہو گیا۔
اس کی منگیتر عائشہ چاہتی تھی کہ وہ دن رات اس سے رابطہ میں رہے اس سے فون ہر بات کیا کریں۔ مگر وہ یہ کہہ کر ٹالتا رہا کہ ابھی ہم نامحرم ہی ہیں تو اس نے بات کرنے سے صاف انکار کر دیا۔
کچھ عرصے تو وہ برداشت کرتی رہی۔ مگر پھر اس نے اپنی اپنے ماں باپ سے یہ کہہ کر شکایت لگا دی کہ مومن کے ساتھ زبردستی کی گئی ہے۔ وہ اس منگنی سے خوش نہیں تبھی اسے اگنور کر رہا ہے۔۔

شکایت زہرہ بیگم تک پہنچی۔۔اور زہرہ بیگم نے واویلا مچا دیا۔
مومن نے اپنا مسئلہ بتایا کہ وہ کیوں بات نہیں کرتا مگر زہرہ بیگم نے سمجھایا بجھایا کہ اب دیر یا سویر وہ تمھاری بیوی تو بن ہی جائے گی تو بات کر لیا کرو۔۔
تب اس نے دل پر بڑا سا پتھر رکھ کر بات کرنا شروع کر دی۔ مگر صرف دن میں مختصر سی۔مگر رات کو بات کرنے سے صاف انکار کر دیا۔۔

آج معمول کا ہی دن تھا جب وہ اپنے دوست کے ساتھ ایک ہوٹل میں گیا تھا۔۔جس نے جاب ملنے کی خوشی میں اسے ٹریٹ دی تھی سو وہ یہاں چلے آئے۔۔
ابھی وہ اندر داخل ہوئے تھے جب اس نے ایک کونے میں عائشہ بی بی کو دوپٹہ گلے میں ڈالے بال کھولے ایک لڑکے کے ساتھ انتہائی قریب بیٹھے قہقہے لگا کر باتیں کرتے دیکھا۔۔ لڑکا بار بار بہانے سے اس کا ہاتھ بھی تھام لیتا تھا۔

اس سے زیادہ وہ نہیں دیکھ پایا اور دکان پر لوٹ آیا۔۔ اب لال انگارا اشکبار آنکھیں لیے وہ تھا اور اس کی تنہائی۔

جب بے چینی حد سے سوا ہوئی تو مسجد چلا آیا - کافی دیر سجدے میں اپنے لیے دعائیں مانگتا رہا۔

وہ مومن تھا۔ پاکیزہ مرد،، پاکیزگی پسند کرنے والا
تبھی اس بات پر ایمان کامل تھا کہ پاکیزہ مردوں کے لئے پاکیزہ عورتیں ہوتی ہیں - اپنا معاملا اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے واپس چلا آیا۔

ان دنوں مسلسل اسے اپنی کمر میں درد محسوس ہوتا تھا۔ کبھی ہلکا کبھی شدید،، کبھی کبھی تو جان لیوا۔مگر وہ غم کار دنیا میں ایسا الجھا رہا کہ لاپرواہی سے کبھی کسی ڈسپنسری سے میڈیسن لے آتا کبھی کسی حکیم سے دوا لا کر کھا لیتا تھا۔

پھر وقتا فوقتا عائشہ بی بی کے ایکسٹرا افئیرز کی کہانیاں اس تک پہنچتی رہیں-- فونز پر بھی اور کافی دفعہ اسے ہوٹلز اور پارکوں میں بھی مختلف لڑکوں کے ساتھ قابلِ اعتراض حالت میں دیکھا گیا-- اس کی ماں کو بھی پتا چلا تو الٹا اسے ہی سنایا گیا۔

ماں نے بھی اسے ہی دوش دیا ساس سسر کا بھی یہی کہنا تھا کہ اب جب تم منگیتر ہونے کے باجود اسے وقت نہیں دو گے تو وہ تو بھٹکے گی ہی ناں۔۔ شادی کے بعد ٹھیک ہو جائے گی۔۔

مومن صبر کر گیا۔

،،ہاں سچ سنا

مومن صبر کر گیا۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

،،اج اتوار کا دن تھا چھٹی تھی اور وہ گھر کی صاف صفائیوں میں مصروف تھی۔درمیانہ قد نازک جان،، صاف رنگت،، تیکھے نقوش وہ دلجمعی سے پائپ لگا کر دوپٹہ تار پر لٹکائے فرش دھو رہی تھی۔۔ہینڈ فری لگائے موبائل شرٹ کی پاکٹ میں ڈالا ہوا تھا۔

جب مومن کسی کام سے آیا۔۔ دروازے پر تین مرتبہ دستک دے کر وہ اندر داخل ہوا۔ مگر اندر کا منظر دیکھ کر وہ بھناتا فوراََ اس پاگل لڑکی کی جانب سے رخ پھیر چکا تھا۔ گڑیا بھی سامنے اسے دیکھ کر بری طرح گڑبڑائی۔ اور بھاگ کر دوپٹہ اٹھا کر حجاب سٹائل میں اوڑھا۔ ہینڈ فری اتار کر برآمدے میں رکھی مسہری پر اچھالی۔۔

یہ کیا بے ہودگی ہے گڑیا،، میں نے تین مرتبہ دستک دی،، یہ کیا طریقہ ہے،، وہ لال سرخ چہرہ لیے غرایا۔

سس،، سوری،، مم،، مومن بھائی،، وہ میں ہینڈ فری لگائی ہوئی تھی،، شرمندگی سے سر جھکایا۔

اور سن کیا رہیں تھیں،،؟ وہ پھنکارا۔

کک،، کچھ نہیں ،، وہ دوبارہ گڑبڑائی۔

مومن نے اپنے لب کاٹے اور واپسی کے لئے قدم اٹھائے کیونکہ محسوس کر چکا تھا کہ وہ گھر میں اکیلی ہے۔۔وہ مڑا جب

آپ امی سے ملنے آئے تھے مومن بھائی،، انتظار کر لیں،، وہ منمنائی

نہیں چلتا ہوں نہیں تو دیر ہو سکتی ہے،، جواب مبہم تھا وہ سمجھ نا پائی۔الجھی سی اس کی پیٹھ کو دیکھا۔

جب وہ دروازے پر پھر رکا۔

،،سنو گڑیا

،،جی

میں چاہتا ہوں تمھارے پاکیزہ دامن پر کسی غیر یا نا محرم کی نگاہ بھی نا پڑے،، جانے کونسی حسرت لفظوں کی صورت ادا ہوئی تھی اس کی زبان سے۔

گڑیا نے حیرانی سے اس کی پیٹھ کو دیکھا جو اب لب کچلتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

پیڑوں کو دیمک لگ جائے،،، یا آدمی کو غم
دونوں کو ہی میں نے امجد بچتے دیکھا ہے کم

گڑیا کا ایک اچھے گھرانے سے شتہ آیا جو کہ ماسٹر صاحب کے بھائی کا گھرانہ تھا---ماسٹر شبیر اور زہرہ بیگم کو بات دل کو لگی اور رشتہ پکا ہو گیا۔ بہت جلد ہی وہ لوگ شادی کے لئے اصرار کرنے لگے۔گڑیا کی ماں کوثر بیگم اپنی بیٹی کے دل کا احوال اچھی طرح جانتی تھی مگر بے بس تھیں-- چپ تھیں۔گڑیا بھی باپ کی جگہ پرورش اور کفالت کرنے والے ماموں کی آن بان شان پر قربان ہونے کو تیار ہو گئی-- کوثر بیگم کی زندگی بھر کی جمع پونجی تھی جو گڑیا کی شادی پر خرچ ہو گئی۔گڑیا شادی کر کے پیا دیس سدھار گئی۔

شادی کی پہلی رات وہ ڈری سہمی مسہری پر بیٹھی تھی-- جب وہ شراب کے نشے میں دھت لڑکھڑاتا کمرے میں داخل ہوا تھا۔

،سنو لڑکی،، مجھے کوئی دلچسپی نہیں تم میں،، میں تو کسی اور پر یہ دل و جاں ہار بیٹھا ہوں اب تمھارے لئے میرے پاس کچھ نہیں سو چپ چاپ ایک کونے پر پڑی رہنا مجھ سے سوال جواب کرنے کی حماقت تو بلکل نہیں کرنا سمجھی،، وہ کہتا بیڈ کے ایک کونے پر ڈھے کر ہوش سے بیگانہ ہو گیا۔

گڑیا نے حیرت سے اپنے بدکردار شرابی شوہر کو دیکھا۔

اور اس کا ایمان ہے کہ پاکیزہ عورتوں کے لئے پاکیزہ مرد ہوتے ہیں--

اگلے دن سسرالی رشتے داروں کی دبی دبی سرگوشیوں سے پتہ چلاکہ محترم کسی طوائف زادی کے عشق میں پوری طرح ڈوبے ہوئے ہیں۔ اس سے ہر طرح کے تعلقات ہیں، تبھی والدین نے ہتھیلی پر سرسوں جمع کر گڑیا کی زندگی برباد کر دی--

گڑیا کو تو عشق کی راہوں میں صبر کے اعلی درجے کے درس حاصل تھے--

تو وہ صبر کر گئی۔ اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

ہاں گڑیا صبر کر گئی--

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

زندگی کے دکھ ہمیشہ زندگی کے ساتھ ہیں
لوگ فانی ہیں مگر لوگوں کے دکھ فانی نہیں

پھر یوں ہوا کے مومن کی جان کو ایک مستقل روگ لگ گیا۔اپنی متاع حیات کے ہمیشہ کے لئے کھو جانے کا روگ۔۔جو اندر ہی اندر اسے نگلنے لگا۔۔ کھوکھلا کرنے لگا۔
کمر کا درد اب شدت اختیار کر چکا تھا۔ مومن کی شادی کی تیاریاں اپنے عروج پر تھیں۔
روح کی کمر تو اسی دن پوری طرح ٹوٹ چکی تھی جب عائشہ کے کسی نام نہاد عاشق نے اسے فون کر کے دھمکی دی کہ اگر بارات لے کر عائشہ کی دہلیز پر آئے تو گولی مار دوں گا۔
وہ پھر بھی خاموش رہا۔

اور پھر ایک دن ایسا آیا کہ وہ دکان پر ہی بے ہوش ہو گیا۔ اسے جلدی سے ہوسپٹل لے کر گئے۔۔ اب کی بار اس کے مکمل ٹیسٹ ہوئے تھے۔۔

ان روپورٹس میں جو تھا اگر اس وقت خاندان پر کھل جاتا تو قیامت سے پہلے قیامت آ جاتی۔۔

اسی لئے شبیر، احمد اور مومن نے وہ اندوہناک خبر سب سے چھپا لی۔

پھر یوں ہوا کے کمر پر بیک بون کی جگہ ایک زخم بن گیا۔ اور ٹانگوں پر زخم بنتے چلے گئے اور مومن کا جسم آہستہ آہستہ پیرالائز ہو کر سینے تک ساکن ہو گیا اور وہ بستر سے لگ گیا۔

ماں پوچھتی رہتی اسے کیا ہے

مومن بول دیتا،، کچھ نہیں ماں معمولی زخم ہی تو ہیں ،،بہت معمولی،، جلد ایسے ٹھیک ہو جائیں گے کہ پھر کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوگی آپ کے بیٹے کو،،

ان دنوں میں ایک ایسا ہی سوگوار دن تھا جب مومن کی انگوٹھی واپس آگئی یہ بول کر کہ اپنی صحت مند بیٹی کسی معزور شخص کے حوالے نہیں کر سکتے۔۔
مومن خاموش رہا ہاں اس بات پر ایمان جو تھا کہ پاکیزہ مردوں کے لئے پاکیزہ عورتیں ہیں۔۔

وہ سارا سارا دن بستر پر لیٹا رہتا ۔ شبیر اور احمد دیکھ بھال کر رہے تھے۔۔ وضوء کرا دیتے تو وہ بستر پر ہی لیٹ کر اشاروں سے نماز ادا کر لیتا۔
چھ ماہ گزر چکے تھے اسے بستر سے لگے۔ جب ایک دن گڑیا میکے رہنے آئی تو ماموں کے گھر بھی آگئی۔۔ مومن کی یہ حالت دیکھ کر وہ چھپ کر خون کے آنسو روئی تھی۔ شوہر صاحب اس کی طرف دیکھے بغیر ہی شادی کے کچھ دن بعد سے ہی غائب تھے۔۔ مگر وہ کمال سہولت سے چہرے پر دھیمی سی مسکان لیے چھپا گئی تھی۔
مگر مومن جو اپنے شرابی اور عیاش کزن کے بارے میں سب جانتا تھا اب کسی طرح گڑیا کی زندگی کی حقیقت بھی اچھی طرح جان چکا تھا۔ اپنے والدین اور چچا کی خود غرضی بھی روگ بن کر دیمک کی طرح کھا گئی تھی اسے۔۔

مومن کچھ دن سے نا کچھ کھا رہا تھا نا میڈیسن لے رہا تھا۔
گڑیا نے ردا کے ساتھ ملکر اس کے لئے سوپ بنایا تھا۔ جب وہ دونوں سوپ لیے اس کے پاس آکر بیٹھی تھیں۔۔

زخموں نے شدت اختیار کر لی تھی۔ اسی لئے اب گھٹنوں تک ہی لباس پہنایا جاتا تھا اسے مگر اوپر سے سفید پتلے سے کمبل سے وہ سینے تک اپنا وجود ڈھانپ کر رکھتا تھا۔۔،،،
لیٹے لیٹے بازو اور ہاتھ دکھتے تھے جنھیں اکثر ہی ردا دبا دیتی تھی تو کچھ سکون پہنچتا تھا اسے۔
اب بھی ردا اسے سوپ پلا رہی تھی جب گڑیا آہستگی سے اس کے ہاتھ کی پشت دبانے لگی۔ وہ جانے کیوں خاموش رہا اور چپ چاپ سوپ پیتا رہا۔
سوپ پی چکا تو ردا سے بولا۔
ردا،، یہ گڑیا کی طرح میرے ہاتھ دبایا کرو پلیز،،، وہ خاموشی سے اسے دیکھے گئی۔۔
وہ رات بہت بھاری تھی۔۔ گڑیا کو کوئی کچھ نہیں بتا رہا تھا کہ اسے ہوا کیا ہے آخر؟

نا میں بے وفا نا اس نے کی بے وفائی

میرے بیچ آ گئی ربا،،،،، تیری خدائی

چنگا کیتا نئیں تو سلوک

ماہیا مینوں یاد آ گیا

ماری کوئل نے ایسی کوک ماہیا مینوں یاد آ گیا

میرے دل میں اٹھی اک ہوک ماہیا مینوں یاد آ گیا

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

اگلے ایک دن گڑیا اور ردا معمول کے مطابق کام کر رہی تھیں ردا کچن میں تھی-- وہ مومن کے روم کے باہر صفائی کر رہی تھی جب محلہ کی کچھ خواتین اس کی تیمار داری کے لئے آئیں-

زیرہ بیگم انھیں مومن کے کمرے میں لے گئیں--

انھیں جانے کس چیز کا تجسس اور چسکہ تھا کہ کمرے میں داخل ہو کر مومن کی ٹانگوں سے کپڑا ہٹا کر زخم دیکھنے لگیں-

وہ جو شرم و حیا والا تھا- اذیت و بے بسی سے روح تک تڑپ اٹھا تھا-

آج پہلی مرتبہ بیماری کی اذیت روح تک اترتی محسوس ہوئی تھی-- مومن کی سرخ آنکھوں سے تواتر سے آنسو بہے-

وہ جو کھڑکی سے دیکھ رہی تھی ماہی بے آب کی طرح تڑپتی اندر آئی تھی اور اپنے سر سے چادر اتار کر مومن کا وجود ڈھانپ دیا تھا--

آنٹی خدا کے لئے جو پہلے ہی بہت تکلیف میں ہے اسے بے پردہ کر کے اور تکلیف مت دیں،، کیا آپ نہیں جانتی کہ یہ کس مزاج کے ہیں،، بے بسی کی انتہا تھی گڑیا کے بھیگے لہجے میں--

زہرہ بیگم بھی روتے بیٹے کو دیکھ تڑپیں اور ان خواتین کو لے کر دوسرے کمرے میں جا چکی تھیں--

گڑیا نے صوفے پر پڑی مومن کی مردانہ شال اٹھا کر خود کو ڈھانپا تھا۔ اور اس کے قریب آ کر اس بے بس لاچار کے ماتھے سے ماتھا ٹکا کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی--کہ اس کے آنسو مومن کی آنکھوں میں گر کر تکیے میں جزب ہوئے تھے--

وہ بھی بے تحاشا رو دیا تھا۔

گڑیا آخری وقت تو گناہ گار نہیں کرو ناں،، وہ ٹوٹتے لہجے میں بولا۔ تو گڑیا سیدھی ہو گئی۔آنکھوں سے سیل رواں گرم سیال مادہ اب بھی جاری تھا۔

آپ مجھے بتا کیوں نہیں دیتے کہ آپ کو کیا بیماری ہے،، گڑیا کہ لہجے میں حسرتوں کا ڈیرہ تھا۔

بون میرو کینسر ہے گڑیا مجھے،، بہت کم وقت ہے میرے پاس،، دنیا سے دل میں حسرتیں لیے جاؤں گا مگر روز محشر اللہ تعالیٰ سے ایک چیز ضرور طلب کروں گا۔وہ دھیمے سے لہجے میں اب بھیگی پلکیں لیے آسودہ سی مسکان لبوں پر سجائے جیسے اس وقت کا تصور کر رہا تھا۔

گڑیا پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی ۔ گڑیا کو لگا اس کا کلیجہ پھٹ جائے گا۔

گڑیا بس اسے دیکھے روتی گئی۔۔ پھر بے بسی سے لب کاٹتی باہر جانے لگی تو ایک کمزور سی آواز نے روز محشر کے دن کے لئے اس کے پاؤں میں ایک عہد ایک وعدے کی بیڑی ڈالی تھی۔۔

سنو گڑیا،، مومن کی گڑیا،،،،آخری جہان ملیں گے۔

مومن نے کہا اور سکون سے آنکھیں موند لیں۔ گڑیا روم سے نکلتی چلی گئی۔۔

اسی رات کو مومن پر بے ہوشی طاری ہوئی تھی۔ ہوسپٹل لے جایا گیا۔ مگر وہ تو کسی کو ایک وعدہ کا پابند کر کے اگلی سفر پر روانہ ہو چکا تھا۔

جواں سالہ میت گھر آئی تو جیسے محلہ کے در و دیوار پر موت کا سناٹا اور وحشت طاری ہو گئی تھی مگر مومن کا پر نور چہرہ بہت پرسکون سا تھا۔ بہت آسودگی تھی چہرے پر --

گڑیا دور کھڑی خالی خالی نگاہوں سے کفن میں لپٹے اس پاکیزہ وجود کو دیکھتی رہی تھی --

جس کے سفر آخر کی تیاری بڑے جاہ جلال سے کی جا رہی تھی۔

پھر وہ چلا گیا۔۔ مومن رخصت ہو گیا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے --

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

چار سال ہو گئے تھے مومن کو گئے۔۔
پانچ سال ہو گئے تھے گڑیا کو اس شخص کے نام پر بیٹھے مگر وہ اسے چھوڑ کر گیا لوٹا نہیں تھا۔۔
پھر ایک دن وہ لوٹ آیا ۔۔اپنی دوسری بیوی کو ساتھ لیے۔۔ اور آتے ساتھ ہی گڑیا کو بغیر اس کی غلطی قصور بتائے اسے آزادی کا پروانہ دے چکا تھا۔

گڑیا وہ کاغذ کا ٹکڑا لیے خالی ہاتھ اجڑی ویران کوثر بیگم کے پاس لوٹ آئی تھی۔۔

کچھ عرصہ مزید گزر گیا جب کوثر بیگم نے اس کی دوسری شادی کرنے کے لئے کوششیں شروع کر دیں تھیں۔

گڑیا نے سنا تو ایک دن چپکے سے اس شہرِ خموشاں کے باسی ایک شخص سے ملنے چلی آئی۔ شاید وہ اسے بلا رہا تھا۔ یا اپنا وعدہ اور عہد یاد دلا رہا تھا۔
یا یہ کہ ایک پاکیزہ مرد کو پاکیزہ عورت کا انتظار ہو۔
وہ واپس آئی ۔۔
اگلے دن جب کچھ لوگوں نے اسے دیکھنے آنا تھا لڑکے کی ضد تھی کہ وہ لڑکی پہلے دیکھنا چاہتا ہے ۔کوثر بیگم نے حامی بھر لی وہ تیاریوں میں مصروف تھیں۔ مگر وہ اپنے کمرے سے باہر کیوں نہیں آ رہی تھی۔۔
کوثر بیگم اس کے کمرے میں آئیں تو وہ بلکل چت لیٹی تھی گڑیا کو کسی کی ہر خواہش پوری کرنی تھی۔ وہ یہ بھی تو چاہتا تھا کہ اس پر کسی غیر یا نا محرم کی نگاہ نا پڑے۔۔

،،کوثر بیگم نے شور مچایا شبیر ڈاکٹر کو لے کر آئے

ائم سوری شبیر صاحب برین ہیمرج سے آپ کی بھانجی کی ڈیتھ ہو گئی ہے،، ڈاکٹر نے کہا تو سب نے خالی خالی نگاہوں سے ڈاکٹر کو دیکھا

وہ یہ کیا بول رہا تھا۔ بھلا برین ہیمرج سے بھی کوئی مرتا تھا۔

ہاں جو محبت کی کہانی میں پہلے ہی مر چکے ہوں وہ شاید مر جاتے ہوں گے۔

بڑی شان سے ایک دلہن تیار ہوئی تھی۔۔۔ شبیر صاحب نے اس پر وہ چنری اوڑھائی تھی جو وہ بچپن میں اس کے سر پر اوڑھا کر بولتے تھے۔۔

،،مومن کی گڑیا

شبیر نے اس کا ہلکی سی مسکان لیے آسودہ چہرہ غور سے دیکھا جیسے وہ کہنا چاہتی ہو۔۔

بابلا وے آخری سلام پگ تیری نوں
ویکھ کا روویں چنی شگناں دی میری نوں
کل ایس ویلے ہونڑا مٹی دا میں ڈھیر وے
اساں ایس رات دی نی ویکھنی سویر وے

وہ اپنے آخری سفر پر روانہ ہو گئی۔۔ شہرِ خموشاں میں مومن کے ساتھ والی قبر گڑیا کے نصیب میں آئی تھی۔۔

مومن کی قبر پر کتبے پر لکھے الفاظ ''مومن کی،، سے آگے وقت کی گرد و دھول سے محو ہو چکے تھے ہاں ساتھ والی قبر پر گڑیا لکھا تھا۔

مومن کی قبر سے ساتھ والی قبر پر ایک ساتھ نگاہ اُٹھتی تو کچھ یوں پڑھنے کو ملتا تھا۔۔

مومن کی گڑیا۔۔

ختم شد